ڈاکٹر اسرار احمد

قرآن کا اسلوب

قرآن حکیم کے اسلوب کے بارے میں سب سے پہلی بات تو یہ جان لی جانی چاہیئے کہ یہ نہ تو عام انسانی تصانیف سے مشابہ ہے جس کے تمام ابواب (Chap-ters) مل کر ایک موضوع کی تکمیل کرتے ہیں اور مضمون ایک باب سے دوسرے اور تیسرے میں تدریجاً بڑھتا ہوا تکمیل کو پہنچتا ہے ۔ نہ ہی یہ مضامین یا مقالات یا انشائیوں کے مجموعے سے مشابہ ہے جس میں ہر مضمون یا مقالہ یا انشائیہ اپنی جگہ مکمل ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ باہم اُن کے مابین بھی کوئی معنوی ربط یا تسلسل موجود ہو ___ چنانچہ قرآن مجید کی سورتوں کی حیثیت نہ تو معروف معنی میں ابواب (CHAPTERS) کی ہے، نہ جُدا جُدا مضامین یا مقالات یا انشائیوں (ESSAYS) کی ۔ یہی وجہ ہے کہ ایک تو ان سورتوں کے ناموں کا اکثر و بیشتر کوئی معنوی تعلق ان کے مضامین سے نہیں ہے ۔ بلکہ ان کی حیثیت محض علامتوں کی ہے جن سے انہیں علیحدہ علیحدہ پہچان لیا جاتا ہے ۔ دوسرے ہر سورت ابتداء سے اختتام تک مسلسل چلتی ہے اور اس میں نہ کوئی ذیلی عنوانات ہیں نہ بغلی سرخیاں ___ بایں ہمہ ہر سورت معنوی اعتبار سے ایک اکائی اور وحدت ہے اور اس میں ابتداء سے آخر تک ایک معنوی تسلسل موجود ہے بالکل ایسے جیسے ایک ڈوری ہو جس میں آیات کے موتی پروئے ہوئے ہوں ۔ البتہ معنوی تسلسل کی اس ڈوری کا سراغ قرآن حکیم کے طالب علم کو خود غور و فکر اور تدبّر و تفکّر سے لگانا پڑتا ہے اور اس میں کوئی مدد نہ سورت کے نام سے ملتی ہے (جیسا کہ عام انسانی تصانیف میں ابواب یعنی (Cha-pters) کے عنوانات سے ملتی ہے) نہ ہی کوئی ذیلی یا بغلی سرخیاں ہی اس ضمن میں مدد دینے کے لئے موجود ہیں ___ پھر سورتوں کے مابین بھی معنوی ربط موجود ہے اور ان کی ترتیب بھی ایک حکمتِ بالغہ کے تحت ہے اور بہ شناعت

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

گروپوں یا SECTIONS میں بھی منقسم ہیں لیکن یہ تمام امور بھی جلی نہیں خفی ہیں اور ان کی تعیین و معرفت کے لئے بھی قرآنِ حکیم کی گہرائیوں میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔ (بقول علامہ اقبال ع "قرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں!)

آیات

واضح رہے کہ قرآن مجید کی اِکائی آیت کہلاتی ہے جس کی جمع آیات ہیں، قرآن مجید لگ بھگ ساڑھے چھ ہزار آیات پر مشتمل ہے، جو کُل ۱۱۴ سُورتوں میں منقسم ہیں —— آیت کے لفظی معنی نشانی کے ہیں، اور اس لفظ کے استعمال سے ذہن کو اس جانب متوجّہ کرنا مقصود ہے کہ قرآن کی ہر آیت اللہ تعالےٰ کے علمِ کامل اور اس کی حکمتِ بالغہ کی نشانی ہے۔ آیاتِ قرآنی کا معاملہ بالکل منفرد ہے کہ ان کی تعیین و ترتیب نہ تو نحو یعنی گرامر کے کسی اصول پر مبنی ہے نہ علمِ معانی و بیان کے کسی قاعدے کے تحت ہے نہ ہی منطق کے اصولوں کے تابع ہے بلکہ کہیں تو آیات محض حروفِ مقطّعات پر مشتمل ہیں، جیسے حٰمٓ، الٓمٓ وغیرہ، کہیں مرکّباتِ ناقصہ پر جیسے والعصر یا والفجر وغیرہ، کہیں ایک ایک جملے پر مشتمل ہیں جیسے "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" —— اور کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ جملہ بیچ میں سے توڑ کر دو آیتوں میں منقسم کر دیا گیا ہے —— اور کہیں متعدّد مکمّل جملے حتّٰی کہ دس دس جملے ایک ہی آیت میں موجود ہیں جیسے آیۃ الکرسی، یا آیۃ الدَّین وغیرہ

—— گویا آیات کی تعیین خالص "توقیفی" معاملہ ہے، یعنی صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے معلوم ہوا ہے، ورنہ کسی انسانی اجتہاد یا کسی گرامر یا منطق کے اصول و قواعد کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے —— بہرحال قرآنِ حکیم کی ہر آیت علمِ خداوندی اور حکمتِ الٰہیّہ کا ایک نہایت حسین و جمیل موتی ہے، جس کا اپنا معنوی حُسن اور اپنی ذاتی رعنائی اور چمک دمک ہے!!

سُورتیں

سُورت" کا لفظ "سوُر" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں "فصیل"۔ —— اس لفظ کے استعمال سے اس حقیقت کا اظہار مقصود ہے کہ قرآن حکیم کی ہر سُورت ایک شہرِ معنیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کے گرداگرد ایک فصیل ہے جو اس کے حدود کا تعیّن کرتی ہے، پھر ایک شہر تو وہ ہوتا ہے جو بغیر کسی نقشے یا PLANN-ING

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

کے خودبخود بے ترتیب یعنی (HAP HAZARD)
طریقے پر بستا اور پھیر بڑھتا اور پھیلتا چلا جاتا ہے قرآنی سورت کا شہر معنی اُس سے
مشابہ نہیں بلکہ اُس شہر کے مماثل ہے جس کے ہر گوشے میں نظم و ضبط نظر آتے
اور اُس کی تعمیر با ضابطہ نقشے یعنی SCHEME اور PLANNING
کے تحت ہوئی ہو ــــ جس طرح قرآنی آیات کی تعیین بالنص و توقیفی ہے ــــ
اور دو بہت چھوٹی بھی ہیں یعنی محض تین تین آیات پر مشتمل جیسے سورۃ العصر،
سورۃ الکوثر اور سورۃ النصر اور بہت بڑی بھی ہیں جیسے سورۃ بقرہ، سورۃ نساء
اور سورۃ اعراف وغیرھا

معنوی اعتبار سے ہر سورت کا ایک مرکزی مضمون یا 'عمود' ہوتا ہے جس
کی حیثیت اُس معنوی ڈور کی سی ہوتی ہے جس میں آیات کے موتی پروئے ہوتے
ہوتے ہیں اور اس پرونے میں جو حسنِ ترتیب پایا جاتا ہے اس سے علم خداوندی
اور حکمتِ الٰہیہ کے ان موتیوں کی شان دوبالا ہو جاتی ہے اور اُن میں اضافی معانی
پیدا ہو جاتے ہیں - اگرچہ باہمی ربط و ترتیب معنوی سے پیدا شدہ یہ اضافی معانی
بھی جلی نہیں خفی ہوتے ہیں اور اُن تک رسائی حاصل کرنے کے لئے قرآن
کے ایک طالب علم کو وقت و محنت اور کد و کاوش کا بہت حصہ صرف کرنا پڑتا ہے .

سورتوں میں نسبت زوجیت

قرآنِ حکیم کی سورتوں کے باہمی ربط کے
ضمن میں اوّلین حقیقت یہ سامنے آتی ہے کہ وہ
اکثر و بیشتر جوڑوں کی شکل میں ہیں اور صرف معدودے چند سورتیں ایسی ہیں
جو جوڑوں کی تقسیم میں فٹ (FIT) نہیں آتیں بلکہ اُن کی حیثیت
کسی دوسری سورت کے ضمیمے یا تتمے کی ہوتی ہے - جیسے سورۃ الحجرات، تتمہ یا
ضمیمہ ہے سورہ فتح کا اور اس کے جملہ مضامین توضیح و تبیین مزید ہیں سورہ
فتح کی آخری دو آیات کی !! ــــ اس بحث سے قطع نظر کہ قرآن مخلوق ہے
یا نہیں اور اُس کے الفاظ حادث ہیں یا قدیم اسلئے کہ یقیناً یہ اللہ کا کلام ہے
اور کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے اور جملہ صفات الٰہیہ بھی لازماً ذات باری
تعالےٰ ہی کے مانند مطلق بھی ہیں اور قدیم بھی ــــ تاہم جو قاعدہ کلیہ قرآن حکیم
کے ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ ــــ " وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

© rasailojaraid.com

لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ " (الذٰریٰت ۴۹) وہ اتنا حتمی اور لازمی ہے کہ مخلوقات کے دائرے سے تجاوز کر کے سورتہائے قرآنی پر بھی صادق آتا ہے ۔ قرآن حکیم کی سورتوں کے مابین یہ نسبتِ زوجیت بعض جگہوں پر تو اتنی نمایاں ہے کہ ہر شخص کو نظر آجاتی ہے ۔ جیسے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس جن کا مجموعی نام "معوذتین" مشہور اور معروف ہے یا جیسے سورۃ بقرہ اور سورہ آل عمران جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشترک نام "الزھراوین" سے موسوم فرمایا ہے ۔ بعض مقامات پر یہ نسبت و تعلق بادنیٰ تامل سمجھ میں آجاتا ہے ۔ جیسے سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح ــــ یا سورۃ مزمل اور سورہ مدثر ــــ یا سورۃ طلاق اور سورۃ التحریم یا سورہ بنی اسرائیل اور سورۃ کہف بلکہ [illegible] مقامات پر یہ مضمون بھی جلی کم اور خفی زیادہ ہوتا ہے جس کے لئے گہرے غور و فکر اور تدبر و تعمق کی ضرورت ہوتی ہے ۔

چنانچہ بعض ایسے حضرات نے بھی جو قرآن کریم کی سورتوں کے مابین اس نسبت زوجیت سے اصولاً تو واقفیت رکھتے ہیں لیکن تمثوں اور ضمیموں کی صحیح معرفت اور تعیین نہیں کر سکتے اس نسبت زوجیت کی تعیین میں ٹھوکریں کھائی ہیں قرآنِ حکیم کی سورتوں کے مابین اس نسبت زوجیت کو مختصراً تو ہم ایک ہی تصویر کے دو رُخوں سے تعبیر کر سکتے ہیں اور تفصیلاً یوں سمجھ سکتے ہیں ۔

۱۔ ایک جوڑے کی دونوں سورتوں میں مشابہت بھی بہت ہوتی ہے ۔ لیکن بعض اعتبار سے دونوں ملکر ایک مضمون کی تکمیل کرتی ہیں جیسے "معوذتین" کا مضمون ایک ہی ہے یعنی "تعوذ باللہ" کی تلقین ۔ لیکن جن بلیات سے تعوذ مطلوب ہے ۔ اُن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ۔ ایک وہ جو انسان پر خارج سے حملہ آور ہوتی ہیں ۔ اور دوسری وہ جو انسان پر خود اُس کے اپنے نفس میں اثر و نفوذ یا جریانِ وحلول کے ذریعے اثر انداز ہوتی ہے ۔ مقدم الذکر کے تعوذ کی تلقین سورۃ الفلق میں آگئی ــــ اور مؤخر الذکر سے سورۃ الناس میں ! اسی طرح مثلاً سورۃ صف اور سورۃ جمعہ دونوں کا مضمون ایک ہی ہے یعنی بعثت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام لیکن سورۃ صف میں اُس کے مقصد کو متعین کیا گیا ۔ آیت مبارکہ :

© rasailojaraid.com

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ "یعنی وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول کو الہدیٰ (قرآن مجید) اور دین حق (نظام حیات) دے کر تاکہ غالب کرے اس دین کو تمام جنس دین پر چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار ہو "یا خواہ بُرا لگے مشرکوں کو!" — اور اس کے لئے جہاد و قتال کی پُرزور دعوت دی گئی اہل ایمان کو — جبکہ سورۃ جمعہ میں آنحضورؐ کے بنیادی طریق کار کو متعین کیا گیا آیت مبارکہ "هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" "یعنی وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول کو اُمّیوں میں ان ہی سے جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بے شک وہ اس سے قبل کھلی گمراہی میں تھے" اور اس ضمن میں اہل ایمان کو توجہ دلائی، حامل کتاب الٰہی ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی جانب، اور کتاب الٰہی کی عوامی تعلیم و تذکیر کے لئے حکم دیا گیا اقامت جمعہ اور اہتمام خطبہ کا۔ اس طرح دونوں سورتوں نے ملکر ان کے مضمون کی تکمیل کر دی — اور ظاہر ہے کہ یہی نسبت زوجیت کا اصل ما حاصل ہے! — قرآن حکیم کی دو سورتیں اس نسبت زوجیت کے قاعدہ کلیہ سے بالکل مستثنیٰ نظر آتی ہیں۔ ایک سورۃ الفاتحہ اور دوسری سورہ یٰسین کہ نہ تو ان کا کوئی مثنیٰ موجود ہے۔ نہ ہی انہیں کسی دوسری سورت کا ضمیمہ یا تتمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے بھی سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الناس کے مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں وہ معنوی مشابہت موجود ہے۔ جس نے قرآن کے اوّل و آخر کو ایک نسبت باہمی میں منسلک کر دیا ہے البتہ سورۃ یٰس واقعۃً بالکل منفرد سورت ہے — اور شاید یہ بھی ایک سبب ہوا اسکا کہ آں حضورؐ نے اسے قرآن مجید کا دل قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم!!

© rasailojaraid.com

سُورتوں کے گروپ

قرآن حکیم کی سُورتوں کے مابین ایک معرُوف و مشہور تقسیم زمانہ نزولی کے اعتبار سے ہے۔ یعنی مکی اور مدنی ۔ لیکن "مکیّات" اور مدنیات، مصحف میں بظاہر جس طرح منتشر نظر آتی ہیں۔ گہرائی میں اتر کر غور کیا جائے تو نظر آتا ہے کہ فی الواقع وہ نہ "منتشر" ہیں نہ بے "ترتیب"، جبکہ بقول شاعر ع "وہ ربطِ محکم اسی بے ربطیٔ تحریر میں ہے!" اور مکیات اور مدنیات کی اس ترتیب سے قرآن حکیم سات گروپوں (SECTIONS) میں تقسیم ہو گیا ہے۔ جن میں سے ہر گروپ ایک یا ایک سے زائد مکیّ اور ایک یا ایک سے زائد مدنی سورتوں پر مشتمل ہے۔ مزید غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہر سورت کا ایک مرکزی مضمون یا عمود ہے اسی طرح سورتوں کے ہر گروپ کا بھی ایک مرکزی مضمون یا عمود ہے۔ اور جس طرح ایک جوڑے کی دو سُورتوں میں مضامین کی باہم طور تقسیم ہوتی ہے کہ دونوں ملکر ایک مضمون کو مکمل کرتی ہیں۔ اسی طرح سُورتوں کے ایک گروپ کی "مکیّات" اور مدنیّات بھی ایک ہی تصویر کے دو رُخوں کے مانند اُسی گروپ کے "عمود" کے دو پہلوؤں کی وضاحت کرتی ہیں!!

البتہ یہ معاملہ خفی ہونے کے اعتبار سے پہلے ذکر کیے گئے تمام خفی پہلوؤں سے بڑھ کر ہے اور چونکہ اس حقیقت کی جانب توجّہ ہوئے بھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا لہٰذا اس حقیقت کے اصولی طور پر معلوم ہو جانے کے باوجود تاحال اس کے خاکے میں تفصیلی رنگ بھرنے کے لئے بہت محنت و مشقت درکار ہے!!

بہرحال ع "مشکلے نیست کہ آساں نشود — مرد باید کہ ہراساں نشود!" کے مصداق کوشش کیے جانے سے ان شاء اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک "لا تنقضی عجائبہٗ" یعنی قرآن مجید کے عجائب کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا" کے مطابق علم و حکمتِ قرآنی کے نئے نئے آفاق و مطالع ظہور میں آتے رہیں گے!!

اسلوب بیان

مصحف کے اسلوب ترتیب کے بعد اب آیئے کہ ایک نگاہ قرآن کے اسلوب

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

بیان پر بھی ڈال لیں یہ بات تو عرض کی ہی جا چکی ہے - کہ قرآن نہ بحیثیت مجموعی ایک تصنیف ہے نہ مجموعہ مضامین و مقالات - پھر یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ اگرچہ اس میں ایک صوتی آہنگ موجود ہے جو بعض جگہ بہت ہی نمایاں ہے اور بعض جگہ بہت خفی ، تاہم قرآن کا اسلوب شعری نہیں ہے بلکہ شاعروں کی تو قرآن نے باستثنائے قلیل شدید مذمت کی ہے ـــ اور شعر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان قرار نہیں دیا - بفحوائے الفاظ قرآنی : وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ،، تو سوال ہے کہ معروف اصناف ادب میں سے قرآن کا اسلوب کس صنف سے مشابہ ہے ؟ اس لئے کہ اگرچہ یہ کلام الٰہی ہے ۔ تاہم اس کے مخاطب بہرحال انسان ہیں اور ان کے قلوب و اذہان تک ابلاغ کا ذریعہ اُن کی معروف اور جانی پہچانی چیزیں ہی بن سکتی ہیں - یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کلامِ قدیم انسانی زبان کے حروف و اصوات کی صورت میں نازل ہوا ـــ اس اعتبار سے غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے معروف اسالیب بیان میں سے ”قرآن مجید“ کا اسلوب خطبے سے بہت زیادہ مشابہ ہے گویا ” قرآن مجید“ مجموعہ خطبات الٰہیہ“ ہے اس صراحت کے ساتھ کہ اگرچہ اس کی ہر سورت اپنی جگہ ایک مکمل اور مربوط اور خود مکتفی خطبہ بھی ہے تاہم وہ سابق و لاحق سے بھی پوری طرح مربوط اور مسلسل ہے ـــ اور پورے قرآن کا بھی ایک جامع نظام ہے جس کی کسی قدر وضاحت اس سے قبل ہو چکی ہے -

قرآن مجید کے خطبے کے اسلوب پر ہونے کی بنا پر اس کے فہم کے ضمن میں چند باتیں نہایت اہم ہیں -

(۱) ایک یہ کہ اس میں اکثر مضامین بلا تمہید اس طرح وارد ہو جاتے ہیں جیسے ایک شعلہ بیان خطیب اپنے خطبہ کے دوران بغیر کسی لفظی تمہید و وضاحت کے ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا مضمون زیر بحث لے آتا ہے -

(۲) اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ خطاب کا رُخ بھی کثرت سے بدلتا رہتا ہے یعنی اگر ابھی اہل ایمان سے خطاب تھا تو فوراً کفار یا مشرکین سے خطاب شروع ہو جاتا ہے یا ابھی مومنین صادقین سے گفتگو ہو رہی تھی تو فوراً

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

رخِ سخن منافقین کی طرف مڑ جاتا ہے اور ایسا اوقات اس تحویلِ خطاب کی جانب کوئی لفظی اشارہ موجود نہیں ہوتا بلکہ اس کا سراغ غور و فکر سے لگانا پڑتا ہے۔

(۳) اس طرح کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ موجود کو غائب فرض کر کے بصیغۂ غائب کلام شروع ہو جاتا ہے۔ اور کبھی اس کے برعکس غائب کو حاضر فرض کر کے بصیغۂ حاضر خطاب شروع ہو جاتا ہے۔

(۴) اسی طرح خطبہ ہی کے اسلوب پر یہ بھی ہوتا ہے کہ بظاہر خطاب کسی سے ہے۔ لیکن جو بات کی جا رہی ہے وہ سنانی کسی اور کو مطلوب ہے۔ یا اس کے برعکس بات کسی تمثیل یا قصے کے پیرائے میں ہو رہی ہے۔ حالانکہ مقصود مخاطب کو افہام و تفہیم ہے ـــ یا عنایت و التفات یا تنبیہ و سرزنش۔

© rasailojaraid.com

۵ ـــ اکثر و بیشتر سورتوں میں خطبات کا یہ وصف بھی نمایاں طور پر موجود ہے۔ کہ آغاز بھی نہایت جامع و محکم ـــ اور پُرہیبت و پُرجلال ہوتا ہے اور اختتام بھی اس کے مانند ـــ لیکن درمیان میں بحث بہت سے گوشوں میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے جس میں مثبت دلائل بھی ہوتے ہیں اور مخالفین کے اعتراضات کا رد بھی ہوتا ہے۔ امم سابقہ کے واقعات سے استشہاد بھی ہوتا ہے۔ اور امثال و قصص سے عبرت بھی دلائی جاتی ہے اور ان تمام چیزوں کے مابین ربط و تعلق تلاش کرنا بھی بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن بالآخر بحث پھر ایک نکتے پر منتہی ہے اور اکثر و بیشتر جہاں سے بات شروع ہوئی تھی اسی پر ختم ہو جاتی ہے ـــ جیسے اصطلاح میں "اَلْعَوْدُ اِلَی الْبَدْءِ" کہتے ہیں!!

(۶) خطبہ کا ایک اور وصف جو قرآن کے اسلوب میں نمایاں ہے خطاب کا اتار چڑھاؤ ہے جس طرح ایک کہنہ مشق خطیب اپنے خطاب کے دوران کبھی آواز پست کرتا ہے کبھی بلند، کبھی نرمی اختیار کرتا ہے کبھی سختی، کبھی تہدید و تنبیہ کا انداز اختیار کرتا ہے کبھی ترغیب و تشویق کا، اور کبھی دلیل سے کام لیتا ہے کبھی اپیل سے ـــ اسی طرح قرآن بھی اپنے پیغام کو لوگوں کے دلوں تک پہنچانے کے لئے یہ سارے انداز اختیار کرتا ہے۔ یہ چیز کسی

© rasailojaraid.com

عرب قاری اور غیر عرب قاری کی قرأت کے مابین نمایاں فرق و تفاوت کا سبب بن جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی قاری قرآن کے معانی و مفاہیم کو نہ سمجھ رہا ہو تو خواہ تجوید و قرأت کے جملہ اصولوں کے مطابق صحیح قرأت کر رہا ہو تو اُس کی قرأت اُس اُتار چڑھاؤ سے خالی رہتی ہے جو معانی و مفاہیم کے اُتار چڑھاؤ پر نظر رکھ کر قرأت کرنے والے قاری کی قرأت میں ہوتا ہے۔ نتیجۃً اثر انگیزی کے اعتبار سے زمین و آسمان کا فرق واقع ہو جاتا ہے۔

اس ضمن میں آخری بات یہ عرض کرنی ہے کہ اگرچہ قرآن شعر کے اسلوب پر نہیں ہے۔ لیکن اس کی ایک اپنی ملکوتی موسیقی اور اس کا ایک اپنا لاہوتی غنا ہے — جو قرآن کی مکی سورتوں میں تو بہت ہی نمایاں ہے جن میں آیات چھوٹی چھوٹی ہیں قوافی کا بھی اہتمام ہے — اور ایک Rythm بھی موجود ہے — اور مجموعی اعتبار سے نہایت حسین صوتی آہنگ موجود ہے — جو رُوحِ انسانی کی غذا بنتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے اور یہ اعجازِ قرآنی کا ایک عظیم مظہر ہے۔ کہ ان میں سے کسی چیز کے ضمن میں قرآن میں کسی مقام پر بھی نہ تصنع و تکلف کا شائبہ تک نظر آتا ہے نہ آوردی کا احساس ہوتا ہے نہ کہیں کوئی ایک لفظ بھی ضرورت سے زائد نظر آتا ہے بلکہ کیفیت وہ محسوس ہوتی ہے۔ جو غالب نے ان الفاظ میں بیان کی کہ :-

گنجینۂ معنی کا طلسم اس کو سمجھیو!
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے

اور ع زیرِ ہر ہر لفظ غالب چیدہ ام میخانہ ء —

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حواشی قرآن مجید میں اپنے والد مرحوم کے یہ اشعار درج کیے ہیں کہ

سُنتے سُنتے نغمہ ہائے محفلِ بدعات کو
کان بہرے ہو گئے دل بے مزہ ہونے کو ہے
آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمۂ مشروع بھی
کہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے کو ہو!

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

توواقعہ یہی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کے اسلوب بیان میں ایک نغمے کی سی کیفیت بھی موجود ہے — جو مثلاً سورۂ رحمٰن میں اپنے CLIMAX پر ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضورؐ نے اسے قرآن مجید کی دلہن قرار دیا ہے۔ بفحوائے الفاظ نبویؐ "سورۃ الرحمٰن عروس القرآن" — طویل مکیات اور بعد ازاں مدنیات میں یہ وصف اگرچہ کسی قدر مخفی ہوجاتا ہے۔ لیکن قرآن سے مناسبت طبع رکھنے والوں کو خوب معلوم ہے کہ ایک صوتی آہنگ اور ایک مخصوص RYTHM وہاں بھی موجود ہے —

ابتدائی مکیات اور مابعد کی سورتوں کے مابین اسلوب کے فرق و تفاوت کو ایک پہاڑی ندی اور میدانی دریا کے مابین فرق و تفاوت سے تشبیہ دی جاسکتی ہے — پہاڑی ندیوں کے پاٹ تنگ ہوتے ہیں، گہرائی زیادہ ہوتی ہے۔ پانی کا بہاؤ تیز ہوتا ہے — اور جوش و خروش نمایاں ہوتا ہے اور اس کا بھی ایک مجموعی سرود ہوتا ہے۔ بقول علامہ اقبال

ع "ندی کی شورشوں میں باجا سا بج رہا ہو!" —

جبکہ میدانی دریاؤں کے پاٹ چوڑے ہوجاتے ہیں، گہرائی کم رہتی ہے — بہاؤ بھی تیز نہیں رہتا — اور جوش و خروش کے بجائے سکون اور خاموشی کی سی کیفیت طاری رہتی ہے — جس سے ایک دوسرے ہی رنگ کا سرود وجود میں آتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو حسن صوت کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ نبی اکرمؐ نے ان پر واجب ٹھہرایا ہے کہ وہ اس کے ذریعے قرآن کے حسن صوتی کو اُجاگر کریں — بفحوائے فرمان نبویؐ "زینوا القرآن باصواتکم" — یعنی قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو اور من لم یتغن بالقرآن . . . یعنی . . .

— اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن حکیم سے مناسبت طبع، اور اس کے اسلوب سے واقفیت عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com